نظامِ عالم اور عدل وانصاف

قوموں اور ملکوں کی تباہی کے اسباب

محدث العصر حضرت علامہ سید محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ

صحیح بخاری شریف میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ان سات اشخاص کا ذکر آیا ہے جو قیامت کے دن عرشِ الٰہی کے سائے میں ہوں گے، ان میں سرفہرست امام عادل کا نام آتا ہے:

’’عن أبي هريرة رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: ’’سبعة يظلهم الله في ظله يوم لا ظل إلا ظله، إمام عادل ، وشاب نشأ في عبادة الله ، ورجل معلق قلبهٗ في المساجد، ورجلان تحابا في الله اجتمعا عليه وتفرقاعليه، ورجل دعته امرأة ذات منصب وجمال فقال: إني أخاف الله، ورجل تصد ق بصد قةٍ فأخفاها حتى لا تعلم شمالهٗ ما تنفق يمينهٗ، ورجل ذكر الله خالياً ففاضت عيناه.‘‘

(صحیح البخاری، کتاب الاذان، باب من جلس فی المسجد ینتظر الصلوۃ وفضل المساجد، ج:۱،ص:۹۱، ط: قدیمی)

’’حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سات آدمی ایسے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کو اپنے (عرش) کے سائے میں جگہ دے گا جس دن کہ اس کے سائے کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا۔ عادل بادشاہ۔ وہ جوان جو اللہ کی عبادت میں پلا بڑھا ہو۔ وہ آدمی جس کا دل مسجد میں اٹکا ہوا رہتا ہے۔ ایسے دو آدمی جن کی محبت محض اللہ کی خاطر تھی، اسی کے لیے جمع ہوئے اور اسی پر جدا ہوئے۔ وہ آدمی جس کو کسی صاحبِ حسب وجمال عورت نے دعوت دی تو اس نے کہا: مجھے خدا کا خوف ہے۔ وہ آدمی جس نے اس قدر چھپا کر صدقہ کیا کہ اس کے بائیں ہاتھ کو بھی خبر نہ ہوئی۔ اور وہ آدمی جس نے تنہائی میں اللہ کو یاد کیا تو آنکھیں اُبل پڑیں۔‘‘

عدل درحقیقت اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی عظیم الشان صفت ہے، قرآن کریم میں ارشاد ہے:

’’شَهِدَ اللّٰهُ أَنَّهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ وَالْمَلٰئِكَةُ وَأُولُوا الْعِلْمِ قَائِمًا بِالْقِسْطِ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ.‘‘ (آل عمران:۱۸)

’’اللہ نے گواہی دی کہ کسی کی بندگی نہیں اس کے سوا اور فرشتوں نے اور علم والوں نے بھی، وہی حاکم انصاف کا ہے۔ کسی کی بندگی نہیں سوا اس کے، زبردست ہے حکمت والا۔‘‘

حق تعالیٰ شانہٗ خود عادل ہے، اس کا نازل کردہ قانون (شریعتِ محمدیہ) سراپا عدل ہے، اس لیے بے شمار آیتوں میں بندوں کو عدل وانصاف کا حکم دیا گیا ہے اور اس میں ایسی باریکیوں کو ملحوظ رکھا گیا ہے کہ عقل حیران ہے۔ قرابت کے موقع پر بڑے سے بڑے انصاف پرور کے قدم ڈگمگا جاتے ہیں اور وہ جانب داری کی خاطر عدل وانصاف کا دامن چھوڑ دیتا ہے، مگر فرزندانِ اسلام سے ایسی نازک صورت حال میں بھی عدل وانصاف قائم رکھنے کا عہد لیا گیا ہے:

’’يٰآ أَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ بِالْقِسْطِ شُهَدَاءَ لِلّٰهِ وَلَوْ عَلٰى أَنْفُسِكُمْ أَوِالْوَالِدَيْنِ وَالْأَقْرَبِيْنَ إِنْ يَّكُنْ غَنِيًّا أَوْفَقِيْرًا فَاللّٰهُ أَوْلٰى بِهِمَا فَلَا تَتَّبِعُوْا الْهَوٰى أَنْ تَعْدِلُوْا.‘‘ (النساء:۱۳۵)

’’اے ایمان والو! قائم رہو انصاف پر، گواہی دو اللہ کی طرف کی، اگرچہ نقصان ہو تمہارا، یا ماں باپ کا، یا قرابت والوں کا، اگر کوئی مالدار ہے یا محتاج ہے تو اللہ ان کا خیرخواہ تم سے زیادہ ہے، سو تم پیروی نہ کرو دل کی خواہش کی انصاف کرنے میں۔‘‘

اسی طرح جب کسی سے بغض وعداوت ہو تو عدل وانصاف کے تقاضے عموماً بالائے طاق رکھ دیئے جاتے ہیں اور اپنے حریف کو نیچا دکھانے کے لیے آدمی ہر جائز وناجائز حربہ تلاش کرتا ہے، لیکن احکم الحاکمین کی جانب سے مسلمانوں کو ہدایت دی گئی ہے کہ ایسے موقع پر بھی عدل وانصاف کی ترازو ہاتھ سے نہ چھوڑیں، بلکہ ہر حال میں عدل وانصاف کو قائم رکھیں:

’’يٰآ أَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوَّامِيْنَ لِلّٰهِ شُهَدَاءَ بِالْقِسْطِ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰى أَنْ لَّا تَعْدِلُوْا اِعْدِلُوْا هُوَ أَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى وَاتَّقُوْا اللّٰهَ إِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ.‘‘ (المائدۃ:۸)

’’اے ایمان والو! کھڑے ہو جایا کرو اللہ کے واسطے گواہی دینے کو اور کسی قوم کی دشمنی کے باعث انصاف کو ہرگز نہ چھوڑو، عدل کرو، یہی بات زیادہ نزدیک ہے تقویٰ سے اور ڈرتے رہو اللہ سے، اللہ کو خوب خبر ہے جو تم کرتے ہو۔‘‘

نظامِ عالم اور عدل وانصاف

دراصل کائنات کا نظام ہی عدل وانصاف سے وابستہ ہے، نظامِ عالم کے لیے عدل وانصاف سے بڑھ کر اور کوئی چیز ضروری نہیں۔ بلاشبہ حاکمِ عادل کا وجود اس عالم کے لیے سایۂ رحمتِ الٰہی اور کسی عدل کش حاکم کا تسلُّط عذابِ الٰہی ہے، جو بندوں کی نافرمانیوں کی پاداش میں ان پر نازل کیا جاتا ہے:

شامتِ اعمالِ ما صورتِ نادر گرفت

کسی زمانے میں مطلق العنان بادشاہ کو ''لِمَنِ الْمُلْکُ'' بجاتے تھے اور آئین وقانون ان کے اشاروں پر رقص کرتا تھا، لیکن دورِ جدید نے ملوکیت کو جمہوریت میں بدل ڈالا، آئین ودستور وضع کیے گئے، بادشاہت کی جگہ کہیں صدارتی نظام رائج ہوا اور کہیں وزراتی نظام نافذ کیا گیا، گویا دورِ قدیم کے شہنشاہ کا منصب دورِ جدید کے صدرِ مملکت یا وزیرِ اعظم کو تفویض ہوا۔ فرق یہ پڑا کہ دورِ قدیم میں بادشاہ اوپر سے آتے تھے اور دورِ جدید میں نیچے سے جاتے ہیں، لیکن عدل وانصاف محض ملوکیت یا آج کی جمہوریت کا نام نہیں، بلکہ اس کا مدار خداترس اور عدل پرور اربابِ اقتدار پر ہے۔ حاکم اعلیٰ عدل وانصاف کے جوہر سے مالا مال ہو تو ملوکیت بھی رحمت ہے، یہ نہ ہو تو جمہوریت بھی چنگیزی کا روپ دھار لیتی ہے، جس طرح مملکت کی آبادی وشادابی عدل وانصاف سے وابستہ ہے، اسی طرح اشخاص کی بقاء وفلاح عدل وانصاف کی رہینِ منت ہے۔

قوموں اور ملکوں کی تباہی کے اسباب

کسی مملکت کی تباہی وبربادی کے عوامل کا جائزہ لیجئے تو دو بنیادی چیزیں سامنے آئیں گی، قوم کا فسق وفجور اور حکمرانوں کا ظلم وعدوان، جب کوئی قوم خدا فراموشی کی روش اختیار کرتی ہے، الٰہی قوانین سے سرکشی کرتی ہے اور فسق ومعصیت کے نشہ میں بدمست ہوکر حلال وحرام اور جائز وناجائز کے حدود علانیہ توڑنے لگتی ہے تو ان پر جفاکیش اور جابر وظالم حاکم مسلَّط کردیئے جاتے ہیں۔ قرآن کریم میں کسی قوم کی تباہی وبربادی کے بارے میں ایک قانون عام بیان فرمایا ہے:

''وَإِذَا أَرَدْنَا أَنْ نُّهْلِکَ قَرْیَۃً أَمَرْنَا مُتْرَفِیْھَا فَفَسَقُوْا فِیْھَا فَحَقَّ عَلَیْھَا الْقَوْلُ فَدَمَّرْنٰھَا تَدْمِیْرًا۔'' (بنی اسرائیل:۱۶)

''اور جب ہم کسی بستی کو ہلاک کرنا چاہتے ہیں تو اس کے خوش عیش لوگوں کو حکم دیتے ہیں، پھر جب وہ لوگ وہاں شرارت مچاتے ہیں، تب ان پر حجت تمام ہو جاتی ہے، پھر اس بستی کو تباہ اور غارت کرڈالتے ہیں۔''

قوم کا فسق و فجور اور ملوک وسلاطین کا ظلم ہی سب سے پہلے اس عالم کی تباہی و بربادی کا ذریعہ بنتا ہے۔ظلم واستبداد کی چکی میں پہلے سرکش قوم پستی ہے، بالآخر یہی چکی ظالم وجابر کو بھی پیس ڈالتی ہے۔ اہلِ دانش کا قول ہے کہ: ’’کفر کے ساتھ حکومت رہ سکتی ہے، مگر ظلم واستبداد کے ساتھ نہیں رہ سکتی۔‘‘

درحقیقت کائنات کا حقیقی تصرف واقتدار اللہ رب العالمین اور احکم الحاکمین کے ہاتھ میں ہے۔ حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ ظالم کو چندے مہلت دیتا ہے، لیکن جب اسے پکڑتا ہے تو پھر اسے نہیں چھوڑتا۔ یہی وجہ ہے کہ ظالم حکمران زیادہ دیر تک مسندِ اقتدار پر نہیں رہ سکتا، بلکہ دوسروں کے لیے درسِ عبرت بن کر بہت جلد رخصت ہو جاتا ہے۔ تاریک دور کے فرعون وہامان اور شداد ونمرود کو جانے دو، ماضی قریب میں اسٹالن، ہٹلر اور مسولینی وغیرہ کا عبرت ناک حشر کس نے نہیں دیکھا اور برطانیہ کا حشر بھی سب کے سامنے ہے۔ وہ ظالم جس کی بادشاہی میں آفتاب غروب نہیں ہوتا تھا، آج سمٹ سمٹا کر ایک چھوٹے سے جزیرے میں پناہ گزین ہے۔ خود ہماری مملکتِ خداداد پاکستان کی چھوٹی سی عمر میں جابر حکمرانوں کی بے بسی کے عبرت ناک مظاہر سامنے آتے رہے ہیں، کیا سکندر مرزا، غلام محمد، ایوب خاں اور یحییٰ خاں کے قصوں کو دنیا بھول جائے گی۔

حکومت کی بقاء کے لیے عدل وانصاف ضروری ہے

بہرحال بقائے مملکت اور بقائے حکومت کے لیے بے حد ضروری ہے کہ اربابِ اقتدار عدل وانصاف کو قائم کریں اور قوم فسق ومعصیت کا راستہ ترک کر کے انابت اور رجوع الی اللہ کا راستہ اختیار کرے۔ دنیا کی تاریخ بالعموم اور اسلامی تاریخ بالخصوص اس حقیقت پر شاہد ہے کہ مسلمان قوم کو من حیث القوم ناؤنوش، فسق وفجور اور فحاشی وبدکاری کبھی راس نہیں آئی اور اس کا انجام ہمیشہ ہولناک ہوا۔ پاکستان کی پاک سرزمین جو حق تعالیٰ نے ہمیں عطا فرمائی اس کا تقاضا یہ تھا کہ یہاں عدل وانصاف کا دور دورہ ہوتا، پاکیزہ معاشرہ وجود میں آتا، تقویٰ وطہارت کی فضا قائم ہوتی، راعی اور رعایا اسلام کا سچا نمونہ پیش کرتے اور یہ مملکتِ خداداد دورِ جدید میں اسلام کی نشأۃِ ثانیہ کی علمبردار ہوتی، لیکن افسوس صد افسوس کہ:

خود غلط بود آنچہ ما پنداشتیم

یہاں نہ صرف یہ کہ دورِ غلامی کے تمام آثارِ کفر کو جوں کا توں باقی رہنے دیا گیا، بلکہ آزادی کے بعد یہ فرض کر لیا گیا کہ ہم خدا اور رسول سے بھی آزاد ہیں۔ سود، قمار اور دیگر صریح محرمات کو حلال کرنے کی کوشش کی گئی۔ فواحش ومنکرات کی ترویج کی گئی۔ سینما، ریڈیو، ٹیلی ویژن کو بے حیائی کا مناد بنا

دیا گیا۔ رہی سہی کسر اخبارات نے پوری کردی۔ شعائرِ دین کا مذاق اُڑایا گیا، اسلامی قوانین کو مسخ کیا گیا، دین کے قزاقوں کو کھل کر کھیلنے کا موقع دیا گیا۔ بے خدا قوموں کی تقلید میں آزادیِ نسواں کا پرچار کیا گیا۔ اسلام کے مقابلہ میں نئے نئے ازموں کے نعرے لگائے گئے اور اب تو خدا فراموشی کی حالت ایسی ناگفتہ بہ صورت اختیار کرچکی کہ اس کے انجام کا تصور کرکے بھی رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں۔

یہ ایک فطری اصول ہے کہ جرم انفرادی ہو تو اس کی سزا بھی افراد تک محدود رہتی ہے اور جب قوم کی قوم ہی جرم و بغاوت کا راستہ اختیار کرے تو اس کی سزا بھی عام ہوتی ہے۔ یہ سزا ہمیں ایک بار سقوطِ مشرق کی صورت میں مل چکی اور ابھی یہ زخم مندمل نہیں ہو پایا تھا کہ سزا کی دوسری قسط کے خطرات سر پر منڈلانے لگے۔

مسلمان قوم سے اسلام کی روح نکلنے کا نتیجہ

جس طرح روح نکل جانے کے بعد لاشۂ بے جان اپنے وجود کو محفوظ نہیں رکھ سکتا، بلکہ اس کے اعضاء میں انحلال وانفصال کا عمل شروع ہوجاتا ہے اور بالآخر سڑگل کر منتشر ہوجاتا ہے۔ ٹھیک اسی طرح مسلمان قوم سے اسلام کی روح نکل جائے تو نتیجہ انحلال وانتشار کے سوا کیا ہوسکتا ہے۔ شدید خطرہ پیدا ہوگیا ہے کہ جس طرح امریکہ، روس اور ہندوستان کی سازش سے ہم اپنے ملک کے ایک بڑے حصہ سے محروم ہوبیٹھے ہیں، اسی طرح خاکم بدہن مزید تباہی وبربادی سے دوچار نہ ہوجائیں۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ عقلوں پر کیسے پردے آجاتے ہیں اور ان حقائق سے کیوں عبرت نہیں لی جاتی؟! ایک طرف پورا ملک بے چینی و بے قراری کا شکار ہے، بیم ویاس کی کیفیت طاری ہے، ہوشربا گرانی سے کمر ٹوٹ رہی ہے، خیر وبرکت اُٹھ چکی ہے۔ یہی خطۂ زمین جو دوسرے علاقوں کو غلہ فراہم کرتا تھا خود دانے دانے کے لیے دریوزہ گر ہے۔ ہر چیز کا قحط ہے، باہمی اُلفت ومحبت اور اتحاد واعتماد نصیبِ دشمناں ہے۔ رشوت، لالچ، چور بازاری، سٹہ بازی جیسے امراض دِق کی طرح چمٹے ہوئے ہیں۔ چوری اور ڈاکے کی وارداتیں روزمرہ کا معمول بن چکی ہیں۔ کیا یہ سب عذابِ الٰہی کی شکلیں نہیں؟ صد حیف کہ ان تنبیہات سے سبق نہیں لیا جاتا، بلکہ فواحش ومنکرات میں روزافزوں اضافہ ہورہا ہے۔ کلبوں اور ناچ گھروں میں عریانی بے حیائی کے دردناک مظاہر ہیں۔ ظلم وبربریت کی آخری حدوں کو چھویا جارہا ہے۔ غفلت وخدا فراموشی کا نشہ دن بدن تیز سے تیز تر ہوتا جارہا ہے۔ آخر حق تعالیٰ کے غضب کو دعوت دینے والی زندگی کب تک برداشت کی جائے گی؟ اور انتقامِ الٰہی کی بے آواز لاٹھی کب تک تھمی رہے گی؟ گزشتہ بے خدا قوموں کے بارے میں فرمایا ہے:

’’الَّذِيْنَ طَغَوْا فِي الْبِلَادِ فَأَكْثَرُوْا فِيْهَا الْفَسَادَ فَصَبَّ عَلَيْهِمْ رَبُّكَ سَوْطَ عَذَابٍ إِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادِ.‘‘ (الفجر:۱۱تا۱۴)

’’یہ سب وہ تھے جنہوں نے زمین میں سرکشی کی، پس اس میں بہت اودھم مچایا، پھر برسایا ان پر تیرے رب نے کوڑا عذاب کا، بلاشبہ تیرا رب گھات میں ہے۔‘‘

ان تمام دردناک صورتِ حال سے نجات حاصل کرنے کے لیے ازبس ضروری ہے کہ راعی اور رعایا بارگاہِ ربوبیت میں توبہ وانابت اختیار کریں، اجتماعی معاصی سے یکسر پرہیز کریں اور گزشتہ گناہوں پر بارگاہِ رحمت میں توبہ واستغفار کریں، اسلامی شعائر کو بلند کریں اور غیر اسلامی نشانات کو پامال کریں۔ سورۂ نوح میں اس قسم کے معاصی کی کثرت سے قحط وتنگ سالی جیسے عذاب کا نازل ہونا اور اس کا علاج توبہ واستغفار بتایا گیا ہے:

’’فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ إِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا يُرْسِلِ السَّمَاءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا وَّيُمْدِدْكُمْ بِأَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٍ وَّيَجْعَلْ لَّكُمْ أَنْهٰرًا.‘‘ (نوح:۱۰تا۱۲)

’’(نوح علیہ السلام بارگاہِ الٰہی میں عرض کرتے ہیں قوم سے خطاب کرتے ہوئے) میں نے کہا: گناہ بخشواؤ اپنے رب سے، بے شک وہ ہے بخشنے والا، چھوڑ دے گا تم پر آسمان کی دھاریں اور بڑھا دے گا تم کو مال اور بیٹوں سے اور بنا دے گا تمہارے واسطے باغ اور بنا دے گا تمہارے لیے نہریں۔‘‘

مقصد یہ کہ توبہ وانابت کی برکت سے نہ صرف آخرت کی کامیابی وکامرانی نصیب ہوگی، بلکہ دنیا کے عیش وآرام کی صورتیں بھی اللہ تعالیٰ اپنے فضل واحسان سے مہیا فرمادیں گے۔ دلوں کو سکون واطمینان نصیب ہوگا، اموال میں خیر وبرکت ہوگی، اولاد صالح اور خدمت گار ہوگی۔ آسمان سے ابرِ رحمت کا نزول ہوگا، پھلوں اور غلوں کی کثرت اور بہتات ہوگی۔ فرصت کے لمحات بہت مختصر ہیں اور فیصلے کی گھڑی سر پر آئی کھڑی ہے، اس لیے ہمیں موجودہ حالات کا صحیح علاج فوراً کرلینا چاہیے، ورنہ ہماری ظاہری اور سطحی تدبیریں سب ناکام ہوں گی۔ اللہ تعالیٰ ہم پر رحمت فرمائے، ہماری قوم کو فسق وفجور اور حکمرانوں کو ظلم وعدوان سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔

ربنا اغفر لنا ذنوبنا وإسرافنا في أمرنا وثبت اقدامنا وانصرنا على القوم الكافرين.
ربنا ظلمنا انفسنا و إن لم تغفر لنا وترحمنا لنكونن من الخاسرين. وصلى الله تعالى على خير خلقه صفوة البرية سيدنا محمد و على آله وأصحابه وأتباعه إلى يوم الدين .

..... ❁ ..... ❁ ..... ❁ ....